بموقع: تحفظ سنت کانفرنس

زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

عورتوں کا طریقۂ نماز

از: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس

شائع کردہ

جمعیۃ علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عورتوں کا طریقۂ نماز

(امتیازات)

اسلامی نظام حیات میں عورتوں اور مردوں کی صنفی خصوصیات اور ان کے تقاضوں کے لحاظ سے دونوں کے حقوق و فرائض اور مسائل و احکام میں نمایاں طور پر فرق و امتیاز کی رعایت کی گئی۔ یہ فرق صرف طرز معاشرت امور خانہ داری تربیت اولاد اور گھریلو ذمہ داریوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی بھرپور رعایت کی گئی ہے۔ حتی کہ اسلامی نظام حیات کے بنیادی شعبہ عبادات میں بھی عورتوں کی صنفی خصوصیات کے پیش نظر ان کے لئے مردوں سے الگ احکام ہیں۔ بالخصوص دو اہم فرائض حج اور نماز میں یہ امتیاز بہت ہی نمایاں اور ہر قدم پر محسوس ہونے والا ہے۔ یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے کوئی باشعور مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ ہمارا اصل موضوع گفتگو عورتوں کا طریقۂ نماز اور بالخصوص سجدہ کا طریقہ ہے۔ لیکن اس گفتگو سے پہلے بعض ایسے امتیازات کی طرف اشارہ کر دینا مفید ہوگا جن سے شریعت کے اس مزاج کا اندازہ ہو سکے کہ وہ عورتوں کے لئے اپنے ہر حکم میں تستر اور پوشیدگی کو پسند کرتی ہے اور عورتوں کے جسمانی خدوخال کی نمائش کو پسند نہیں کرتی۔ اس سلسلہ میں نماز متعلق مردوں اور عورتوں کے درمیان چند مسلّم اور غیر متنازع فیہ امتیازات پر نظر ڈال لی جائے۔

۱- مردوں کے لئے نماز باجماعت میں حاضری اس قدر تاکیدی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے مکانوں میں آگ لگا دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا جو اذان سننے کے باوجود جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔ (۱)

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۸۹

دوسری طرف بعض مصالح کی وجہ سے مسجد نبوی میں حاضری کی اجازت کے باوجود حضرت نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں بھی عورتوں کی یہ حاضری مردوں کی اجازت پر موقوف رکھی گئی تھی۔ (۱)

۲- رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب عورتیں جماعت میں شامل ہوتی تھیں تو نماز ختم ہونے کے بعد عورتیں جلدی سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں۔ خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے۔ جب عورتیں چلی جاتیں اس کے بعد حضور ﷺ اٹھتے پھر صحابہ کرامؓ اٹھتے۔ (۲)

۳- مردوں کے لئے نماز باجماعت کی فضیلت تنہا نماز کے مقابلہ میں ۲۷ گنا یا ۲۵ گنا ہے۔ (۳)

اور عورتوں کے لئے اپنے مکان کے اندرونی کوٹھری میں چھپ کر تنہا نماز ادا کرنا مسجد نبوی میں امام الانبیاء ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے مقابلہ میں کئی درجہ افضل ہے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ نماز ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہو لیکن تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز ادا کرنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور تمہارا اپنے احاطہ میں نماز ادا کرنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ عبداللہ بن سوید انصاری کہتے ہیں کہ ام حمیدؓ نے اپنے کمرے کے اندرونی حصہ میں نماز کے لئے ایک جگہ بنالی اور اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں یہانتک کہ ان کا انتقال ہوگیا رواہ احمد باسناد حسن۔ (۴)

اس کے علاوہ متعدد احکام میں یہ فرق نمایاں ہے۔ مثلاً مرد کے لئے سب سے

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۱۱۹ ترمذی ج ۱ ص ۷۱۔ (۲) بخاری ج ۱ ص ۱۲۰ (۳) بخاری ج ۱ ص ۸۹ (۴) آثار السنن ۶۲۔

افضل صف اول اور عورتوں کیلئے سب سے افضل سب سے پچھلی صف تھی۔ایک امام اور ایک مقتدی ہوتو مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔لیکن مقتدی اگر تنہا عورت ہوتو وہ مرد کے پیچھے ہی کھڑی ہوگی خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو۔مرد کو نماز میں لقمہ یا تنبیہ کی ضرورت پیش آئے تو سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے گا لیکن عورت زبان سے کچھ نہ کہے گی صرف دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت سے بائیں ہتھیلی پر تالی بجادے گی۔مرد اگر ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ چھپا کر نماز ادا کرلے تو بکراہت نماز ادا ہو جائے گی لیکن عورت کا سر بھی کھلا رہ گیا تو نماز نہ ہوگی۔

عورتوں اور مردوں کے احکام میں یہ امتیازات کتب احادیث سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کے لئے محتاج ثبوت نہیں ہیں۔عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں جو امتیاز ہے وہ عین تقاضائے شریعت کے مطابق ہے۔اور اس کی نظیر ہر قدم پر ملے گی۔

اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عورتوں کو اس طرح سے نماز ادا کرنے کا حکم ہے جس میں ان کا پورا جسم پوری طرح چھپا رہے۔بدن سمٹا رہے بدن کے خدوخال نمایاں نہ ہوں۔

جن میں چند باتیں خاص طور پر ملحوظ ہیں۔تحریمہ کے وقت عورت کان یا مونڈھے کے بجائے صرف سینے تک ہاتھ اٹھائے گی اور ہاتھ سینے پر باندھے گی۔رکوع میں پورے طور پر جھکنے کے بجائے صرف اتنا جھکے گی جس میں ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جائے اور بدن کو سمیٹے رکھے گی۔سجدہ اس طرح ادا کرے گی کہ پورے بدن کو سمیٹ کر زمین سے چپک جائیگی نہ تو بازو کو پھیلائیگی۔نہ پنڈلیوں کو رانوں سے الگ کرے گی،نہ پیٹ اور ران کے درمیان فاصلہ رکھے گی۔جلسہ کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے گی۔

پھر ان مسائل میں بھی سب سے اہم مسئلہ عورت کے سجدہ کا مسئلہ ہے۔اس لئے ہماری گفتگو کا اصل محور یہی رہے گا۔

جہاں تک تحریمہ کے وقت رفع یدین کی مقدار کا تعلق ہے۔اس سلسلہ میں ہمارے سامنے مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

و للطبرانی من حدیث وائل بن حجر قال لی رسو ل اللہ ﷺ اذا صلیت فاجعل یدیك حذاء اذنیك و المر أة تجعل یدیها حذاء ثدییها۔ (۱)

یعنی طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے لگو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھالو اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتیوں تک اٹھائے گی۔

عورتوں کے لئے ہاتھ سینے پر باندھنا اس لئے اختیار کیا گیا کہ اس میں عورتوں کے لئے ستر زیادہ ہے اصل مسئلہ ہے سجدے کا طریقہ اور جلسہ اور قعدہ میں سدل یعنی دونوں پیروں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا۔

اس بارے میں جب ہم نے مختلف مسالک فقہ کی کتابوں کا جائزہ لیا تو حیرت انگیز اتفاق رائے سامنے آیا۔اور یہ بات واضح ہوگئی کہ نہ صرف یہ کہ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ،امام مالکؒ،اور امام احمد بن حنبلؒ کے متبعین احناف وشوافع مالکیہ اور حنابلہ اس مسئلہ میں متفق ہیں بلکہ سربرآوردہ علماء اہلحدیث بھی اس مسئلہ میں سواد اعظم کے ساتھ ہیں۔اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عورت اپنی نماز میں مردوں سے متعدد امور میں مختلف ہے۔بالخصوص عورت کا سجدہ مردوں کے مقابلہ میں انتہائی سمٹ سمٹا کر اور زمین سے چپک کر ادا ہوگا۔

ذیل میں ہم ہر مسلک کی مستند کتابوں سے حوالے مع ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ:-فقہ حنفی کی مشہور اور مستند کتاب ہدایہ میں ہے!

والمرأة تنخفض فی سجودها وتلزق بطنها بفخذیها لان ذلك استرلها(۲)

عورت اپنے سجدہ میں پست رہے گی اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چپکائے رہے گی۔کیونکہ اس کے حق میں یہی زیادہ چھپانے والا ہے۔

امام شافعیؒ:-امام محمد بن ادریس الشافعیؒ کی تصنیف جوان کے تلمیذ رشید امام مزنی کی روایت سے منقول ہے اور فقہ شافعی کے مستند ترین مآخذ میں شمار کی جاتی ہے

(۱) تنویر الحوالک شرح موطا امام مالکؒ للسیوطی ج ۱ ص ۹۸۔(۲) ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۰۔

اس میں عورتوں کے طریقۂ نماز کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(قال الشافعیؒ) و قد ادّب اللّٰہ تعالی النساء با لا ستار و اد بھن بذلك رسو ل اللّٰہ ﷺ و احب للمر أة فی السجود ان تضم بعضھا الی بعض وتلصق بطنھا بفخذھا و تسجد کا ستر ما یکو ن لھا و ھکذا احب لھا فی الر کو ع والجلو س و جمیع الصلو ۃ ان تکو ن کاستر مایکون لھا و احب ان تکفت جلبابھا و تحافیہ راکعۃ و ساجدۃ علیھا لئلا تصفھا ثیابھا۔ (۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے عورتوں کو چھپ کر رہنے کا ادب سکھلایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی عورتوں کو یہی ادب سکھلایا ہے اور میں عورتوں کے لئے حالت سجدہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ملالے اور اپنے پیٹ کو ران سے چپکالے اور اس طرح سجدہ کرے جو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ چھپانے والا ہو۔ اسی طرح عورت کے لئے رکوع جلسہ اور پوری نماز میں یہی پسند کرتا ہوں کہ عورت اس ہیئت پر رہے جو اس کے لئے سب سے زیادہ ساتر ہو۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ رکوع سجدہ میں اپنی چادر کو کشادہ رکھے تاکہ کپڑوں سے اس کے بدن کے خدوخال نمایاں نہ ہوں۔ اھ

ملاحظہ فرمائیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کس وضاحت اور صراحت کے ساتھ عورت کو رکوع سجدہ قعدہ اور پوری نماز میں زیادہ سے زیادہ سمٹ کر اور بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ملا کر رہنے کی ہدایت فرمارہے ہیں۔ بالخصوص سجدہ میں اس طرح ادا کرنیکا حکم دیتے ہیں کہ عورت اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکالے بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ملالے اور اس طرح سجدہ کرے جو اس کیلئے سب زیادہ ساتر ہو۔

امام مالکؒ :- امام دارالہجرۃ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ جن کے مسلک کی بنیاد اکثر اہل مدینہ کے تعامل پر ہوتی ہے۔ ان کا مسلک فقہ مالکی کی معروف اور مستند کتاب "الشرح الصغیر علی اقرب المسالك الی مذھب الامام مالك" کی عبارت سے ملاحظہ ہو۔

(۱) کتاب الام ج ۱ ص ۱۰۰

و ندب (محافاۃ) ای مباعدۃ (رجل فیہ) ای السجو د (بطنہ بفخذیہ) فلایجعل بطنہ علیھا (و) محافاۃ (مرفقیہ ورکبتیہ) ای عن رکبتیہ (و) محافاۃ (ضبعیہ) بضم الباء الموحدۃ تثنیۃ ضبع، مافو ق المر فق الی الابط (جنبیہ) ای عنھامحافاۃ (وسطا) فی الجمیع واماالمرأۃ فتکون منضمۃ فی جمیع احو الھا۔ (۱)

یعنی مرد کے لئے حالت سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھنا مطلوب ہے۔ اسی طرح کہنیوں، گھٹنوں بازوؤں اور پہلو کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا اور کشادہ سجدہ کرنا مطلوب اور مندوب ہے۔

لیکن عورت اپنے تمام احوال میں سمٹی رہے گی۔ اھ

ملاحظہ فرمائیے کس قدر وضاحت کیساتھ سجدہ کی حالت میں اعضاء کی کشادگی کو مرد کے ساتھ خاص کرتے ہوئے عورتوں کے حق میں سمٹنے کو مندوب و مطلوب ٹھہرایا جارہا ہے۔

امام احمد بن حنبل :- فقہ حنابلہ کی مشہور کتاب زاد المستقنع (۲) اور اس کی "شرح السلسبیل فی معرفۃ الدلیل لفضیلۃ الشیخ صالح بن ابراہیم البلیھی" (طبع ۱۴۰۱ھ) میں مردوں کی نماز کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ والمر أۃ مثلہ تضم نفسھا و تدل رجلیھا فی جانب یمینھا زاد المستقنع ص ۱۱۹۔

یعنی عورت بھی مرد کی طرح ہے۔ لیکن عورت اپنے آپ کو سمیٹے رہے گی اور اپنے دونوں پیر دائیں جانب نکال لے گی۔ اھ

پھر اس کی شرح السلسبیل فی معرفۃ الدلیل میں مذکورہ بالا عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قو لہ تضم نفسھا۔ عن یزید بن ابی حبیب ان النبی ﷺ مر علی امر أتین

(۱) الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی الامام مالک ج ۱ ص ۲۹۔۳۲۸ (۲) علماء حنابلہ کے نزدیک زاد المستقنع کا درجہ استناد کیا ہے اسکو سمجھنے کے لئے جس کتاب کے مقدمہ کی درج ذیل عبارت کافی ہوگی۔ اما بعد: فھذا مختصر فی الفقہ من مقنع الامام الموفق ابی محمد علی قول واحد وھو الراجح فی مذھب احمد، ج ۱ ص ۱۵ یہ کتاب زاد المستقنع امام موفق ابو محمد کی کتاب المقنع کا مختصر ہے۔ اس میں امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کا صرف ایک قول لیا گیا ہے جو ان کے مذہب کا راجح قول ہے۔

تصليان فقال اذا سجد تما فضما اللحم الى الار ض و رواه البيهقى و لفظه فضما بعض اللحم الى الار ض و روى البيهقى با سناده قال قال على رضى الله تعالى عنه اذا سجدت المر أة فلتضم فخذيها ۔ (۱)

یزید ابن ابی حبیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا ایسی دو عورتوں کے پاس سے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو گوشت (یعنی بدن) کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ملا لیا کرو، کیونکہ عورت اس سلسلہ میں یعنی طریقۂ نماز میں مردوں کے مانند نہیں ہے اسکو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ان کے الفاظ ہیں کہ تم دونوں گوشت (یعنی بدن) کا کچھ حصہ زمین سے لگا دیا کرو اور امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی رانوں کو سمیٹ لے اھ

حنابلہ کے راجح مسلک پر مبنی کتاب زاد المستقنع اور اس کی شرح السلسبیل کی عبارت اس سلسلہ میں بالکل واضح اور بے غبار ہے کہ عورت کا طریقۂ سجود مرد سے الگ اور ممتاز ہے۔ عورت مرد کی طرح کشادہ سجدہ نہیں کرے گی بلکہ اس طرح سمٹ کر سجدہ کرے گی کہ اسکے بدن کا گوشت زمین سے لگ جائے اور خود بدن کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل جائے۔

یہاں تک ائمہ اربعہ کے مذاہب در بارۂ سجود حوالہ کے ساتھ پیش کر دیئے گئے۔ جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ عالم اسلام میں رائج مقبول اور متداول چاروں فقہی مذاہب اس مسئلہ میں کلی طور پر متفق ہیں کہ عورت کی نماز کا طریقہ مرد سے الگ ہے بالخصوص عورت کا طریقہ سجود مرد سے الگ ہے۔ اور وہ ہیئت جو مرد کے لئے ممنوع ہے وہی عورت کے حق میں مطلوب اور مندوب ہے۔ مذاہب اربعہ کے اس عام اور اتفاق کے بعد تقریباً اجماع امت جیسی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے عملاً نہ کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے نہ دلائل کے بارے میں زیادہ کریدنے

(۱) السلسبیل فی معرفة الدلیل ۔ص ۱۱۹۔

کی۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا معتد بہ قول بھی نہیں ہے۔

لیکن اتمام حجت کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے اس مسئلہ میں علماء اہل حدیث کی تصریحات نقل کر دی جائیں جو اگر چہ خود کو تقلید ائمہ کی قید سے آزاد اور تحزب سے بالاتر قرار دیتے ہیں لیکن عملاً ہندو پاک میں مسالک اربعہ کی طرح ایک پانچویں فقہی مذہب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کئی ایک مسائل میں امت کے اجماعی عمل سے اختلاف رکھنے کے باوجود عورتوں کی نماز کے بارے میں علماء اہل حدیث بھی امت کے سواد اعظم کی ہمنوائی کرتے نظر آتے ہیں۔

اہل حدیث

سرخیل علماء اہل حدیث الشیخ العلام نواب وحید الزماں صاحب حیدر آبادی اپنی مقبول اور مشہور کتاب نزل الابرار من فقه النبی المختار میں فرماتے ہیں۔

و المرأة ترفع يديها عند التحريم كالرجل وصلوة المرأة كصلوة الرجل فى جميع الاركان والآداب الا ان المرأة ترفع يديها عند التحريم الى ثديها ولاتخوى فى السجود كالرجل بل تنخفض وتلصق بطنها بفخذيها واذا حدث حادثة تصفق ولا تكبر والامة كالحرة ۔ (نزل الابرار ص ۸۵ ج ۱) (۱)

یعنی عورت بھی مرد کی طرح تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرے گی۔ اور عورت کی نماز مرد کی طرح ہے تمام ارکان میں و آداب میں۔ سوا اسے اس کے کہ عورت تحریمہ

(۱) نزل الابرار من فقہ النبی المختار کی اہمیت کا اندازہ جماعت اہل حدیث کے مرکزی ادارہ سے شائع شدہ ایک کتاب کے ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

"نزل الابرار من فقه النبى المختار ج اول۔ تعداد صفحات ۲۹۲، مصنف: الشيخ العلام نواب وحيد الزمان حيدرآباد مطبع سعيد المطابع بنارس۔ طبع اول ۱۳۲۸ھ يه كتاب بهى فقه اهلحديث كے موضوع پر هے اور عوام ميں بهت مقبول هے "ملاحظه هو جماعت اهلحديث كى تصنيفى خدمات۔ رئيس احمد ندوى، عبد السلام دنى، محمد مستقيم سلفى۔ ناشر: ادارة البحوث الاسلامية والدعوة والافتاء بالجامعة السلفية بنارس الهند۔

کے وقت اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی تک اٹھائے گی اور سجدہ میں مرد کی طرح پیٹ کو زمین سے اونچا نہیں رکھے گی بلکہ پست رہے گی اور اپنے پیٹ کو دونوں رانوں سے چپکا لے گی۔ اور جب کوئی بات پیش آئے تو لقمہ دینے کے لئے اللہ اکبر نہیں کہے گی۔ بلکہ تالی بجادے گی اور باندی کا بھی وہی حکم ہے جو آزاد عورت کا ہے۔

نزل الابرار کی عبارت دوبارہ بلکہ بار بار پڑھئے۔ اور دیکھئے کہ اس عبارت میں عورتوں کو تحریمہ کے وقت سینے تک ہاتھ اٹھانے۔ پست سجدہ کرنے اور سجدہ کی حالت میں پیٹ کو رانوں سے چپکانے کا حکم کون دے رہا ہے۔ کیا یہ کوئی حنفی عالم ہیں۔ کیا یہ کسی قیاسی فقہ کا مبنی بر رائے فیصلہ ہے۔ یا نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہ کے ترجمان ایک الشیخ العلام محدث اور اہل حدیث عالم کا ارشاد ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس کتاب پر شہر بنارس کے سردار اہل حدیث مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی مرحوم کا حاشیہ ہے۔ مرحوم نے بعض مواقع پر مصنف کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر نہ صرف یہ کہ اس مسئلہ سے کوئی اختلاف نہیں کیا بلکہ اس کی تائید میں جس درجہ کا استدلال ممکن تھا وہ بھی پیش کر دیا۔ چنانچہ نزل الابرار کی اس عبارت پر حاشیہ لگاتے ہوئے مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی فرماتے ہیں۔

(۱) روی ابن عدی عن ابن عمر مرفوعا اذا سجدت الصقت بطنها علی فخذیها ۔ الحدیث ، ضعفه ۔ منه (۱)

ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو ران سے چپکا لے، ابن عدی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

حدیث سے متعلق گفتگو استدلال کے مرحلہ میں کی جائے گی۔ یہاں صرف اس اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ مولانا سیف بنارسی نے مسئلہ سے اتفاق کرتے ہوئے جس درجہ کا استدلال ممکن تھا اسے پیش کر دیا۔ خود اپنے مطبع سے کتاب شائع کی اور ہمارے علم میں کسی اہل حدیث کی ایسی کوئی تحریر نہیں ہے جس میں نزل الابرار کی عبارت

(۱) حاشیہ نزل الابرار ص ۸۵

یا مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی کی حمایت کی تغلیط کی گئی ہو، جب کہ کتاب کی اشاعت کو ۹۳ رسال گزر چکے ہیں۔

عورتوں اور مردوں کی نماز میں یہ تفریق اگر من مانی تفریق ہے، دین میں اضافہ ہے بلکہ تشریع کی جسارت بے جا ہے تو

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز می کنند

ممکن ہے کوئی زندہ دل اس وزنی تحریر کو بھی ایک عالم کی انفرادی رائے اور دوسرے عالم کی انفرادی تائید قرار دے اور جماعت کی گلوخلاصی کرنا چاہے تو ہم جاننا چاہیں گے کہ علم و فضل کا وہ کون سا معیار ہے جس پر کھرا اترنے والا عالم جماعت کی نمائندگی کر سکے۔ اور اس کے فیصلہ کو جماعت کا فیصلہ قرار دیا جا سکے۔

واقعہ یہ ہے کہ عوتوں اور مردوں کی نماز میں تفریق کا فیصلہ صرف نواب وحید الزماں صاحب کا نہیں ہے بلکہ جماعت اہل حدیث کے ممتاز اور سربرآوردہ علماء کرام کا اجتماعی اور متفقہ فیصلہ ہے۔

ہمارے پیش نظر ایک مختصر رسالہ ہے جس کا نام ہے تعلیم الصلوۃ۔ جس کا تعارف ٹائٹل پر ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔..... رسالہ تعلیم الصلوۃ۔ جس میں اسلام کے رکن اعظم (نماز) کے متعلق تمام ضروری مسائل ہیں (جن کا جاننا تمام مسلمانوں مردوں اور عورتوں پر لازم ہے) سادہ اور سلیس اردو میں بیان کئے گئے ہیں منجانب اہل حدیث کانفرنس (دہلی) بمنظوری اراکین مجلس شوریٰ، سید عبدالسلام صاحب کے مطبع فاروقی دہلی میں چھپی اور دفتر اہل حدیث کانفرنس دہلی بازار بلی ماران سے مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع ہوئی۔ بلا قیمت پانچ ہزار۔

اس رسالہ کے ص ۱۴ پر یہ عبارت ہے۔ ف سجدہ سات عضو پر کرے ماتھا۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں گھٹنے۔ اطراف ہر دو قدم (متفق علیہ) سجدے میں ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے بلکہ ہتھیلی زمین پر رکھے۔ اور کہنی اٹھائے رہے، اور درمیان دونوں ہاتھوں کے اتنی کشادگی رہے کہ سفیدی بغلوں کی ظاہر ہو۔ (متفق علیہ) مگر عورت ایسا نہ کرے۔ اھ

مردوں کے لئے سجدہ کا مسنون طریقہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد صاف لفظوں میں صراحت کردی گئی کہ مگر عورت ایسا نہ کرے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا نہ کرے تو کیسا کرے؟ اتنا تو طے ہے کہ مردوں کی طرح سجدہ نہ کرے اب اگر وہ طریقہ جو نزل الابرار کے حوالہ سے اوپر نقل کیا گیا ہے یعنی عورت کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا یہ بھی خلاف سنت ہو۔ اور مردوں کی طرح عورت سجدہ کرگی نہیں تو تیسرا طریقہ کون سا ہے۔ کس نے ایجاد کیا۔ کہاں منقول ہے اس کی صراحت ہونی چاہئے تھی۔ اس لئے ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں کہ ۱۳۲۸ھ میں نواب وحید الزماں صاحب کی تصنیف اور مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی کی تحشیہ وتائید سے عورتوں کا جو متفق علیہ طریقہ سجود شائع کیا گیا تھا۔ ۱۳۳۰ھ میں اہل حدیث کانفرنس کی مجلس شوری میں اسی کی توثیق کی گئی ہے۔

رسالہ تعلیم الصلوۃ اگر چہ ۴ر جمادی الآخر ۱۳۰۵ھ کو ہوئی ہے۔ لیکن اس کی اشاعت ۱۳۳۰ھ میں ہوئی ہے یعنی نزل الابرار کی اشاعت کے دو برس بعد ہمارے سامنے ایسی کوئی فہرست موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ ۱۳۳۰ھ میں اہل حدیث کانفرس کی مجلس شوری کے ارکان کون حضرات تھے لیکن یہ باور کرنا چاہئے کہ جماعت اہل حدیث کی مرکزی نمائندہ تنظیم کے ارکان معمولی افراد نہ ہوں گے بلکہ علماء محدثین۔ مبلغین اور دانشور حضرات ہوں گے اس مجلس شوری کی منظوری سے شائع شدہ رسالہ جو پانچ ہزار کی تعداد میں مفت شائع کیا گیا ہے تا کہ ہر گھر میں پہونچ سکے اور اس کے مطابق عمل کیا جا سکے اس رسالہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں تفریق اور وہ بھی طریق سجود میں امتیاز جماعت کا اجتماعی فیصلہ ہے

اس بات کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ ہمارے علم میں ۱۳۳۰ھ کے بعد شائع ہونے والی کوئی ایسی اجتماعی تحریر نہیں ہے جو ۱۳۳۰ھ کے اجتماعی فیصلہ کی تنسیخ یا تغلیط کرے۔

جماعت کی یہ خاموشی اگر اپنے اکابر کی تحریرات اور فیصلوں سے ناواقفیت اور غفلت کی بنا پر ہے تو قابل افسوس ہے۔ اور اگر مصلحۃ چشم پوشی کی جارہی ہے تو اس کی توجیہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

اب دو ہی صورت رہ جاتی ہیں کہ یا تو وہ حضرات جو عورتوں کے اجتماعات کے ذریعہ اور اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعہ عورتوں کے رائج طریقہ سجود کو خلاف سنت کہتے نہیں تھکتے وہ اپنی حرکت سے باز آجائیں اور کھلے لفظوں میں اعتراف کرلیں کہ بلاشبہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق ہے۔ عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا درست نہیں انھیں سمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے۔ تحریمہ کے وقت ہاتھ سینہ تک اٹھانا چاہئے اور قعدہ وجلسہ میں دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھنا چاہئے۔ کیونکہ یہی بات تمام مسلک کے علماء نے لکھی ہے یہی حکم نزل الابرار من فقہ النبی المختار میں اہل حدیث عالم نواب وحید الزماں صاحب حیدرآبادی نے دیا ہے۔ اسی کی تائید مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی نے کی ہے۔

اور اسی فرق کی طرف تعلیم الصلوۃ نامی رسالہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اس اعلان کے کسی اور کی تقلید نہیں بلکہ اہل حدیث کانفرنس کے متفقہ منشور اور فقہ اہل حدیث پر مبنی کتاب کی تصریح پر عمل ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ائمہ اربعہ اور ۱۳۳۰ھ تک کے علماء اہلحدیث کے مختار طریقہ کو چھوڑ کر اگر روش اختیار کی جائے ان سب کو عورتوں اور مردوں کی نماز میں من مانی تفریق دین میں اضافہ اور تشریع کی جسارت کا مجرم قرار دیا جائے۔ یعنی جو زبان بے چارے احناف کے سلسلہ میں استعمال کی جاتی تھی وہی ائمہ ثلثہ، نواب وحید الزماں صاحب حیدرآبادی۔ مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی، نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی اور ارکین مجلس شوریٰ اہل حدیث کانفرنس دہلی کے بارے میں بھی روا رکھی جائے۔

اب یہ فیصلہ کرنا اہل حدیث عوام کا کام ہے کہ وہ موجودہ دور کے علماء اہل حدیث کی تقلید کرتے ہیں یا نزل الابرار، تعلیم الصلوۃ اور اس کے ہم نوا علماء اہل حدیث کی اپنے بارے میں وہ جو بھی فیصلہ کریں لیکن اتنا کرم ضرور کریں کہ دوسروں کے بارے میں ٹانگ اڑانا چھوڑ دیں۔ بطور شاہد ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

المغنی لابن قدامہ حنبلی مسلک کی بڑی مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اس کتاب کا جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ سعودی عرب کے مقتدر علمی وتحقیقی ادارہ ادارات البحوث

العلمیه والافتاء والدعوة والارشاد کی طرف سے شائع ہوا ہے۔اس ادارہ کے سربراہ اعلی سعودی عرب کی اعلی ترین شخصیت سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز رحمہ اللہ ہیں۔جن کا علم بہت وسیع ہے۔واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ اگر ان کے نزدیک دلائل کی بنیاد پر کوئی بات ثابت ہوتو وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔اور کسی کے اختلاف کی کوئی پرواہ نہیں کرتے عقیدہ کے لحاظ سے مضبوط سلفی ہیں۔مسلکاً ان کو کسی مخصوص جماعت سے وابستہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔اس لئے دارالافتاء کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابوں کو انکی سرپرستی کی وجہ سے کم از کم اس جماعت کے نزدیک کسی حد تک درجہ استناد حاصل ہونا چاہئے جو ان سے حسن تعلق اور حسن عقیدت کا اظہار کرتی ہے۔اس تمہید کے بعد المغنی لابن قدامہ سے زیر بحث مسئلہ سے متعلق ایک عبارت نقل کی جارہی ہے۔متن کی عبارت ہے۔

مسألة : قال : و الرجل والمرأة فی ذالك سواء الاان المرأة تجمع نفسها فی الركوع والسجود و تحلس متربعة او تسدل ر جليها فتجعلهما فی جانب يمينها

مسئلہ :۔ (علامہ ابوالقاسم الخرقی صاحب مختصر نے) فرمایا کہ مرد وعورت اس سلسلہ میں ایک جیسے ہیں سوائے اس کے کہ عورت اپنے آپ کو رکوع وسجود میں سمیٹے رہے گی اور قعدہ میں چارزانو بیٹھے گی یا اپنے دونوں پیر دائیں جانب نکال لے گی۔

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی فرماتے ہیں۔

الاصل ان يثبت فی حق المرأة من احكام الصلوٰة مايثبت للرجال لان الخطاب يشملهاغير انهاخالفته فی ترك التجافی لانهاعورة فاستحبّ لهاجمع نفسهاليكون استرلها فانه لايؤمن ان يبدومنهاشئی حال التجافی وذلك فی الافتراش قال احمد :والسّدل اعجب الیّ واختاره الخلال ۔قال علی رضی الله عنه :اذا صلت المرأة فلتحفز ولتضم فخذيهاوعن ابن عمر رضی الله عنهماانه كان يامر النساء ان يتربعن فی الصّلوٰة۔(۱)

(۱) المغنی لابن قدامہ: ج ۱ ص ۵۶۲ طبع ۱۴۰۱ھ

اصل یہ ہے کہ عورتوں کیلئے نماز کے وہی احکام ثابت ہوں جو مردوں کیلئے ہیں کیونکہ حکم شرعی کے مخاطب دونوں ہیں لیکن عورت ترک تجافی میں مردوں کی مخالفت کرے گی یعنی عورت کشادہ سجدہ نہ کرے گی۔وجہ یہ ہے کہ عورت پردہ کی چیز ہے اس کیلئے اپنے آپ کو سمیٹے رہنا مستحب ہوگا،جس سے اس کا جسم خوب اچھی طرح مستور رہے کیونکہ کشادہ سجدہ کرنے کی صورت میں اندیشہ رہتا ہے کہ اسکے بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوجائے۔اور یہ کشادگی افتراش میں ہوتی ہے (یعنی پیر کھڑا کرکے بیٹھنے کی سورت میں اسلئے عورت اس طرح نہ بیٹھے)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ سدل یعنی عورت کا دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔اور امام خلال نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عورت نماز ادا کرے تو سمٹ کر نماز پڑھے۔اور اپنی رانوں کو ملالے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ نماز میں چہارزانو بیٹھیں۔

اب تک کے حوالوں سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ قرن اول سے چودھویں صدی کے اوائل تک عالم اسلام میں رائج تمام فقہی مکاتب فکر کے متبعین اور ابتدائی دور کے علماء اہل حدیث بھی اس مسئلہ میں متفق تھے کہ عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں فرق ہے بالخصوص طریقہ سجود اور طریقۂ قعود میں۔حوالہ کی عبارتوں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان علماء اعلام نے اس فرق کی بنیاد اس اصول پر بھی رکھی ہے کہ شریعت میں عورتوں کے جملہ احوال میں تستر اور پوشیدگی مطلوب ہے۔اور اس ستر کا تقاضا یہ ہے کہ عورت رکوع وسجود اور ہیئت جلوس میں مردوں سے الگ طریقہ اختیار کرے۔

یہ امر بھی طے شدہ ہے کہ ان ائمہ اعلام اور علماء کرام کے پیش نظر وہ روایات بھی ہیں جن میں مردوں کو چوپایوں کی طرح حالت سجود میں زمین پر کلائی بچھانے سے صراحۃً منع کیا گیا ہے۔وہ روایات بھی پیش نگاہ ہیں جن میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن ان سب کے باوجود یہ اکابر عورتوں کے لئے نہ تو ہاتھ بچھانے کو منع فرماتے

ہیں نہ سجدہ میں کشادگی کا حکم دیتے ہیں بلکہ اس کے برخلاف اسطرح سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ جس میں سات ہڈیوں کا گوشت بھی زمین سے لگ جائے۔(۱)

اسی طرح مردوں کی ہیئت جلوس کی جگہ سدل یا تربع کا حکم دیتے ہیں، جو بہر حال مردوں سے الگ طریقہ ہے۔

ان عبارتوں کے درمیان میں بعض آثار اور روایات کا بھی ذکر ہے۔ لیکن انداز بیان سے صاف سمجھ میں آتا ہے عورتوں کا یہ طریقۂ نماز ایک متداول اور طے شدہ معمول کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ اور روایات کو مدار استدلال کے طور پر نہیں بلکہ شاہد کے طور پر پیش فرمارہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنن کبریٰ بیہقی، مراسیل ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، کنز العمال، السنسبیل، المغنی لابن قدامہ اور نزل الابرار وغیرہ میں جو روایات مرفوعہ آثار صحابہ اور اقوال تابعین پیش کئے ہیں ان میں سے بعض کی تضعیف کے باوجود نفس مسئلہ میں اپنی رائے پر قائم ہیں امام بیہقی نے اپنی کتاب میں عورتوں کیلئے کشادگی کے ساتھ سجدہ کرنے کا نہ کوئی باب قائم کیا نہ کوئی روایات ذکر کی ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں المرأة كيف تكون فى سجودها (۲) کا عنوان قائم کر کے ۶ آثار نقل کئے ہیں اور وہ سب عورتوں کے پست سجدہ سے متعلق ہیں، ایک قول یا اثر بھی مرد کی طرح سجدہ کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی ابن عدی کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث مرفوع نقل فرمارہے ہیں لیکن نفس مسئلہ میں صاحب نزل الابرار سے اختلاف نہیں فرماتے اور صاحب نزل الابرار سجدہ کا بعینہ وہی طریقہ بیان فرمارہے ہیں جو احناف اور دیگر ارباب مذاہب فقہ کے یہاں منقول ہے۔

اس لئے ہماری ان معروضات کے جواب میں یہ کہ دینا کافی نہ ہوگا کہ عورتوں کے لئے پست سجدہ کرنے کے باب میں جو روایتیں منقول ہیں ان میں فلاں روایت ضعیف ہے۔ اور فلاں مرسل ہے۔ بلکہ یہ نشاندہی بھی ضروری ہوگی کہ ان کے بالمقابل

(۱) اس سلسلہ میں المغنی لابن قدامہ کی عبارت بہت صریح ہے۔ المغنی ص ۵۶۲ ج ۱۔ (۲) ۱۳۰، ۱۳۱، ج ۲ مطابع الرشید مدینہ منورہ

وہ کون سی روایات ہیں جن میں صراحۃً عورتوں کو مردوں کی طرح رکوع وسجود اور قعدہ وجلسہ کا حکم دیا گیا ہے۔ گرچہ وہ روایتیں ہماری شاہد روایات وآثار سے قوی نہ ہوں انکے برابر ہی درجہ کی ہوں بلکہ ان سے بھی ضعیف اور کم درجے کی ہوں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ہمیں عرض کرنے دیجئے۔

۱- کسی مسئلہ کے ثبوت میں اگر متعدد روایات اور آثار موجود ہوں وہ فرداً فرداً اگر ضعیف بھی ہوں جب بھی ان کے مجموعہ سے تعدد طرق اور کثرت آثار کی بنا پر یہ ثبوت ملتا ہے کہ اس کی اصل موجود ہے۔ یہ اصول تمام محدثین نے قبول کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی اور خود صاحب تحفة الاحوذی مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ کے یہاں کثرت سے اس کا ذکر ملتا ہے۔

۲- کسی مسئلہ میں اگر مستدل ضعیف ہو لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا مستدل سرے سے موجود ہی نہ ہو تو یہ ضعف چنداں مضر نہیں ہوتا۔

نامور اہل حدیث مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اپنے رسالہ اہل حدیث امرتسر میں فرماتے ہیں: حدیث کا ضعف اسے درجۂ استدلال سے اس وقت گراتا ہے جب اس کے مقابل حدیث صحیح موجود ہو۔ (۱)

جو حضرات عورتوں اور مردوں کے طریقہ نماز میں کسی بھی تفریق کے قائل نہیں ہیں ان کی طرف سے بطور استدلال ہمارے علم میں تین چیزیں آئی ہیں۔

۱- وہ روایات جن میں مردوں کے لئے سجدہ کا مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ یا سجدہ میں ہاتھ بچھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح وہ حدیث جس میں حکم ہے صلّوا كما رأيتموني اصلّي

۲- حضرت ابراہیم نخعی کا ایک قول۔

تفعل المرأة فى الصلوة كمايفعل الرجل (۲)

عورت نماز میں اسی طرح عمل کرے جیسے مرد کرتا ہے۔

(۱) اہل حدیث امرتسر ۔ ۴ مارچ ۱۹۳۸ء ص ۱۳ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ

۳- ام الدرداؓ (زوجہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ) کا عمل۔

انہا کانت تجلس فی صلوتہا جلسۃ الرجل و کانت فقیہۃ(۱)

ام الدرداء نماز میں مرد کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہہ تھیں۔

اس سلسلہ میں ہماری طرف سے مندرجہ ذیل معروضات پیش ہیں۔

۱- جہاں تک ان روایات کا تعلق ہے جن میں عام خطاب کے ذریعہ نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ یا بعض ہیئتوں سے منع کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں یہ عرض ہے کہ ابتدائی صفحات میں درج حوالوں سے یہ بات آشکارا ہو چکی ہے کہ جمہور علماء نے ان احادیث اور روایات کو بظاہر عام ہوتے ہوئے بھی عموم پر محمول نہیں کیا ہے۔ بلکہ عورتوں کو زیر بحث ارکان صلوٰۃ میں مستثنیٰ قرار دیا ہے اپنی کتابوں میں ان عام روایات کو ذکر کرنے کے باوجود عورتوں کے لئے مخصوص طریقہ ذکر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر جگہ اور ہمیشہ عموم خطاب کی بنا پر کسی تفریق کو روا نہ رکھنا صحیح نہیں ہوتا۔ احکام شرع کا جائزہ لینے سے ایسے بہت سے مسائل سامنے آئیں گے جہاں خطاب اگرچہ عام ہے لیکن عورتوں کو اس خطاب سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ بطور مثال حج کے متعدد مسائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً تلبیہ میں رفع صوت کا حکم عام ہے لیکن عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ تلبیہ پست آواز سے کہتی ہیں طواف میں رمل و اضطباع کا حکم خطاب عام کے ذریعہ ہے لیکن عورتیں اس میں شامل نہیں ہیں سعی بین الصفا والمروہ کے وقت میلین اخضرین کے درمیان دوڑنے کا حکم عام ہے مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس استثناء کی دونوں صورتوں ہوتی ہیں کہیں خطاب عام کے بعد عورتوں کو الگ طریقۂ عمل کی ہدایت دی گئی ہے جیسا کہ عورتوں کے سجدہ کے باب میں منقول ہے اور کہیں عورتوں کے تستر کا لحاظ کرتے ہوئے اصولاً ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین اور علماء اعلام نے عموم خطاب کے باوجود عورتوں کو الگ انداز اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

(۱) تاریخ صغیر للبخاری۔

۲- حضرت ابراہیم نخعی کا یہ ارشاد کہ عورت ویسا ہی عمل کرے جیسا مرد کرتا ہے ایک مجمل قول ہے۔ اول تو نماز میں رکوع سجود اور تحریمہ وجلسہ کے علاوہ اکثر ارکان میں عورتوں اور مردوں کے عمل میں سے کسی کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے اس لئے ابراہیم نخعی کے قول کا تعلق انہیں ارکان سے ہوگا۔

دوسرے انھیں ابراہیم نخعی سے اس کے برخلاف عورت کے لئے تستر کے ساتھ پست سجدہ کرنے کی صراحت منقول ہے۔ جو جمہور کے موافق ہے اس لئے پہلے قول سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

۳- جہاں تک ام الدرداء کا عمل ہے تو اول تو یہی طے شدہ نہیں کہ یہ ام الدرداء کبریٰ (صحابیہ) ہیں یا ام الدرداء (تابعیہ)۔ دوم ان کے اس عمل کا تعلق صرف ہیئت جلوس سے ہے۔ ہیئت سجود میں عدم تفریق کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سوم حدیث مرسل تک کو ساقط الاعتبار قرار دینے کے باوجود ایک خاتون (صحابیہ یا تابعیہ) کے ذاتی عمل سے استدلال کچھ زیب نہیں دیتا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ حضرت امام بخاری کا انداز بیان خود اشارہ کر رہا ہے کہ عورتوں کا انداز نشست مردوں سے الگ ہے یہ ام الدرداء کا ایک انفرادی عمل ہے کہ وہ مردوں کی طرح نماز میں بیٹھتی تھیں "وکانت فقیہۃ" کا جملہ ان کی طرف سے اعتذار بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فقیہہ تھیں اس لئے ان کے عمل پر اعتراض نہ کیا جائے۔

گفتگو طویل ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم آخر میں صرف وہ روایات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے جن میں عورتوں کو سجدہ میں انخفاض اور تستر کی تعلیم دی گئی ہے۔

۱- روی ابن عدی عن عمر مرفوعا اذا سجدت الصقت بطنها علی فخذیها۔ الحدیث و ضعفه۔(۱)

ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے۔ ابن عدی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱) مولانا ابوالقاسم بنارسی حاشیہ نزل الابرار ص ۸۵۔

۲- عن یزید بن ابی حبیب ان رسو ل اللّٰہ ﷺ مر علی امرأ تین تصلیان فقال اذا سجد تما فضما بعض اللحم الی الارض ان المر أة لیست فی ذلك کا لر جل۔ (۱)

حضرت یزید بن حبیب سے (مرسلاً) منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے گوشت کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو۔ کیونکہ عورت اس بارے میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

۳- حضرت یزید بن ابی حبیب کی مرسل روایت امام ابوداؤد نے بھی اپنے مراسیل میں نقل کی ہے۔ (۲)

اور اسی روایت کو حنابلہ نے اپنی کتابوں میں بطور مستدل پیش کیا ہے (۳)

۴- عن علیؓ قال اذا سجدت المرأ ة فلتحتفرولتضم فخذیها ۔ (۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ جب عورت سجدہ کرے تو سمٹ جائے اور اپنی رانوں کو ملا لے۔

۵- عن ابن عباس انه سئل عن صلو ة المر أة فقال تجتمع و تحتفر ۔ (۵)

حضرت عبداللہ بن عباس ضی اللہ عنھما سے عورتوں کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ عورت مل کر اور سمٹ کر سجدہ کرے گی۔

۶- عن ابر اهیم قال اذا سجدت المر أة فلتضم فخذیها و لتضع بطنها علیها ۔ (۶)

حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی رانوں کو آپس میں ملا لے اور اپنے پیٹ کو رانوں پر رکھے۔

۷- عن مجاهد انه کان یکره ان یضع الرجل بطنه علی فخذیها

---

(۱) السنن الکبری للبیهقی ج ۲، ص ۲۲۳۔ (۲) مراسیل ابو دائو د ص ۸۔ (۳) السلسیل فی معر فة الدلیل ص ۱۱۹۔ (۴) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۹ مطبوعہ حیدر آباد یہی روایت امام بیہقی نے سنن کبری ج ۲، ص ۲۲۲ پر نقل کی ہے اور ابن قدامہ مقدسی نے اپنی کتاب المغنی ج ۱، ص ۵۶۲ میں بطور شاہد پیش کی ہے۔ (۵) مصنف ابن ابی عیبہ ج ۱، ص ۲۶۹۔ (۶) بحوالہ بالا۔

اذا سجد کماتضع المرأة (۱)

حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ مرد نماز میں اپنا پیٹ رانوں پر رکھے جیسے کہ عورت رکھتی ہے۔

۸- عن الحسن قال المر أة تضم فی السجو د ۔ (۲)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عورت مل کر اور سمٹ کر سجدہ کرے گی۔

۹- عن ابر اهیم قال اذا سجدت المر أة فلتلزق بطنها بفخذیها و لا تر فع عجیزتها و لا تجافی کما یجا فی الر جل ۔ (۳)

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چپکا لے اور اپنی سرین اونچی نہ کرے۔ اور مرد کی طرح کشادہ نہ رہے۔

محدث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں عورتوں کے سجدہ کے بیان سے فارغ ہو کر اس کی ہیئت جلوس سے متعلق مستقل باب قائم کیا ہے۔ اور اس میں ام الدرداء کے عمل کے علاوہ متعدد اقوال اور آثار نقل فرمائے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں مردوں کی ہیئت جلوس مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اس کی نشست کا طریقہ وہ ہے جو اس مضمون کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے ان آثار و روایات کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابن عباسؓ ابراہیم نخعیؒ۔ مجاہدؒ اور حسن بصریؒ کا فتوی یہی ہے کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے گی۔

دوسری طرف ابن عمرؓ کی مرفوعاً اور یزیدؒ بن حبیب کی مرسل روایت میں یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

ہمیں یہاں حدیث مرسل سے استدلال کی بحث نہیں چھیڑنی ہے۔ اور نہ روایات کی سندوں پر کلام کرنا ہے۔ کیونکہ ہم یہ بات پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ان اقوال و آثار کو تمام ارباب مسالک نے بطور شاہد اختیار کیا ہے۔ ورنہ نفس مسئلہ سب کے نزدیک مسلم

---

(۱) بحوالہ بالا۔ (۲) بحوالہ بالا۔ (۳) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۹۔ ج ۱، ص ۲۷۰۔

اور متفق علیہ ہے۔ آخر کے حوالوں میں نمبر ۷ پر مجاہد کا قول پڑھئے۔ کس قدر صاف لفظوں میں فرماتے ہیں کہ مرد کے لئے حالت سجدہ میں پیٹ رانوں پر رکھنا مکروہ ہے جیسا کہ عورت رکھتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت کا حالت سجدہ میں ران اور پیٹ کو ملا لینا ایک ایسا معمول تھا کہ اس کے حوالہ سے مرد کا حکم بیان کیا جا رہا ہے۔

ایک اہم سوال

ان تمام تفصیلات کے باوجود بھی یہ مدعیان عمل بالحدیث اگر یہی دعویٰ کریں کہ مرد و عورت کی نماز میں کچھ فرق نہیں تو ان سے یہ سوال ہے۔ (الف) مثل مردوں کے اگر عورتیں اپنی مسجد الگ بنانا چاہیں تو تمہارے نزدیک ان کو اجازت ہونی چاہئے۔

(ب) عورت کو خطبہ پڑھنا، اذان دینا، اقامت کہنا، مردوں کی طرح درست ہونا چاہئے۔

(ج) عورت امام ہو اور تمام مقتدی مرد ہوں اس کا حق بھی عورت کو تمہارے نزدیک ہونا چاہئے۔

(د) جب تمہارے نزدیک کوئی فرق نہیں تو عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑے ہونے کی پابندی کیوں ہے مردوں کی برابر میں آ کر مثل مردوں کے کھڑی ہوا کریں یہ حکم دینا چاہئے۔

(ہ) جماعت، جمعہ، عیدین جس طرح مردوں پر تاکیداً لازم ہیں اسی طرح عورت کو بھی حکم ہونا چاہئے وغیرہ۔

تمہارے مذہب کی اساسی کتب ان جیسے احکام میں مرد و عورت کے مابین فرق پر شاہد ہیں یہ فرق کس طرح درست ہوا؟ حالانکہ دعویٰ تمہارا یہ ہے کہ مرد و عورت کی نماز میں کچھ فرق نہیں۔

امید ہے کہ اتنی گفتگو کافی ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص بنظر انصاف مسئلہ کا جائزہ لینا

چاہے تو علی وجہ البصیرۃ جمہور کی رائے سے اتفاق کرے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین ۔و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔